بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ + عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | ہفتہ ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۲۰ اخاء ۱۳۶۳ ہش ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۳۸

التوا اجتماع انصار اللہ مرکزیہ

پروگرام کے مطابق مجلس انصار اللہ کا ستائیسواں سالانہ اجتماع برائے سال ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء مورخہ ۲۶ اخاء / اکتوبر تا ۲۸ اخاء / اکتوبر ہونے کی تجویز تھی جس کی منظوری کے لیے گزشتہ ماہ کے شروع میں سرکاری حکام کی خدمت میں باقاعدہ درخواست پیش کر دی گئی تھی۔ مگر افسوس ہے ابھی تک حکومت کی طرف سے اس اجتماع کے انعقاد کی اجازت نہیں ملی۔

چونکہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ انصار اور دیگر شرکاء نے دور دراز جگہوں سے آنا ہے۔ اب وقت ناکافی ہے۔ اس لیے انصار اور شرکت کے دیگر خواہشمند حضرات کی اطلاع کے لیے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مجوزہ اجتماع غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا ہے

انصار اجتماع کے یہ ایام تسبیح و تحمید۔ درود و سلام اور خصوصی دعاؤں میں گزاریں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

● خاکسار کی والدہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عظمت اللہ صاحب عرصہ ایک ماہ سے پیٹ اور پیٹ کی درد اور ہائی بلڈ پریشر و عارضہ قلب سے بہت تکلیف میں ہیں۔ علاج باقاعدہ ہو رہا ہے کبھی افاقہ ہو جاتا ہے اور کبھی پہلی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز دائیں ٹخنے میں موچ آنے کی وجہ سے چلنے پھرنے میں دقت محسوس کرتی ہیں۔ ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہیں اور گھبراہٹ زیادہ محسوس کرتی ہیں۔ جملہ احباب و بزرگان جماعت سے ملتجی ہوں کہ وہ والدہ صاحبہ کو اپنی شبانہ دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے صحت کاملہ عطا فرمائے آمین!

ڈاکٹر فہمیدہ منیر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

● الفضل میں خاکسار کے دائیں پاؤں میں فریکچر کی خبر پڑھ کر مخلصین کی طرف سے بیمار پرسی اور دعاؤں سے بھرے ہوئے خطوط ملے۔ کوشش کی گئی ہے کہ سب کے جوابات فرداً فرداً بھجوا دیئے جائیں تاہم اگر کسی وجہ سے کوئی جواب مکتوب الیہ تک نہ پہنچ سکا ہو تو ان سطور کے ذریعہ ان کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور مزید دعاؤں کی عاجزانہ درخواست کی جاتی ہے۔ پاؤں بفضلہ اب ٹھیک ہو رہا ہے باقی ماندہ معمولی تکلیف ڈاکٹر صاحب کے کہنے کے مطابق رفتہ رفتہ تین چار ماہ میں رفع ہو گی۔ کامل صحت کے لئے قارئین کرام سے دعا کی مکرر درخواست ہے

(شبیر احمد۔ وکیل اعمال اوّل تحریک جدید)

فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا میں انسان اسی واسطے آتا ہے کہ آزمایا جاوے

خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں کا منشاء یہی ہے کہ انسان رضا بالقضا سیکھے

ہماری جماعت کو منتظر رہنا چاہیئے کہ اگر کوئی ترقی کا ایسا موقعہ آجاوے تو اسکو خوشی سے قبول کیا جاوے

"اصل بات یہ ہے کہ دُنیا میں انسان اسی واسطے آتا ہے کہ آزمایا جاوے۔ اگر وہ اپنی منشاء کے موافق خوشیاں مناتا رہے اور جس بات پر اُس کا دل چاہے وہی ہوتا رہے تو پھر ہم اُس کو خدا کا بندہ نہیں کہہ سکتے اس واسطے ہماری جماعت کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی تقسیم کی ہوئی ہے اس لئے اس تقسیم کے ماتحت چلنے کی کوشش کی جاوے ایک حصہ اس کا یہ ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو مانتا ہے اور دُوسرا حصہ یہ ہے کہ وہ اپنی منواتا ہے جو شخص ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا ہمیشہ اُسی کی مرضی کے مطابق کرتا رہے اندیشہ ہے کہ شاید وہ کسی وقت مُرتد ہو جائے۔

کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلاء کا زمانہ آیا ہے بلکہ ابتداء سے سب نبیوں پر آتا رہا ہے.....

.....غم کا پیدا ہونا ضروری ہے مگر ہاں صبر کرنے والوں کو پھر بڑے بڑے اجر ملا کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں کا منشاء یہی ہے کہ انسان رضا بالقضا سیکھے جو شخص اپنے ہاتھ سے آپ تکلیف میں پڑتا ہے خدا کے لئے ریاضات اور مجاہدات کرتا ہے وہ اپنے رگ پٹھے کی صحت کا خیال بھی رکھ لیتا ہے اور اکثر اپنی خواہش کے موافق اُن اعمال کو بجا لاتا ہے اور حتی الوسع اپنے آرام کو مدنظر رکھتا ہے مگر جب خدا کی طرف سے کوئی امتحان پڑتا ہے اور کوئی ابتلاء آتا ہے تو وہ رگ اور پٹھے کا لحاظ رکھ کر نہیں آتا۔ خدا کو اُس کے آرام اور رگ پٹھے کا خیال مدنظر نہیں ہوتا انسان جب کوئی مجاہدہ کرتا ہے تو وہ اپنا تصرف رکھتا ہے۔ مگر جب خدا کی طرف سے کوئی امتحان آتا ہے تو اُس میں انسان کے تصرف کا دخل نہیں ہوتا۔ انسان خدا کے امتحان میں بہت جلد ترقی کر لیتا ہے اور وہ مدارج حاصل کر لیتا ہے جو اپنی محنت اور کوشش سے کبھی حاصل نہیں کر سکتا اسی واسطے ادعونی استجب لکم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بشارت نہیں دی مگر ولنبلونکم بشیء ..... الآیۃ میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اور فرمایا ہے کہ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی برکتیں اور رحمتیں ہونگی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ غرض یہی طریق ہے جس سے انسان خدا کو راضی کر سکتا ہے نہیں تو اگر خدا کے ساتھ شریک بن جاوے اور اپنی مرضی کے مطابق اُسے چلانا چاہے تو یہ ایک خطرناک راستہ ہوگا جس کا انجام ہلاکت ہے ہماری جماعت کو منتظر رہنا چاہیئے کہ اگر کوئی ترقی کا ایک ایسا موقعہ آجاوے تو اُس کو خوشی سے قبول کیا جاوے۔" (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

۲۰ اخاء ۱۳۶۳ ہش

ایمانی قوت اور اس کی کرشمہ سازی

حقیقی ایمان انسان کے اندر ایک انقلاب عظیم برپا کر دیتا ہے۔ وہ بہر حال وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا۔ بلاشبہ وہ ایک نیا انسان بن جاتا ہے۔ وہ دنیا اور اس کی مکروہات سے دور سے دور تر ہو کر خدا تعالیٰ اور اس کی مرضات سے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اطاعتِ الٰہی میں محویت اور اعمال صالحہ کی بجا آوری اسے اس قدر منقلب کر دیتی ہے کہ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی عالم بالا کی مخلوق نظر آنے لگتا ہے۔

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں میں ایمان لانے کے باوجود کوئی تبدیلی رونما نہ ہوا اور وہ اپنے اعمال و کردار اور پسند و ناپسند کے لحاظ سے وہی رہیں جو پہلے تھے اور حرکات و سکنات کے لحاظ سے ان میں سر مو فرق نظر نہ آئے انہیں اللہ تعالیٰ عرف عام میں مومن کہلانے کے باوجود اہل ایمان میں شمار نہیں کرتا۔ چنانچہ اس نے ان بدوؤں کا ذکر کرتے ہوئے جو ظاہری طور پر ایمان لے آئے تھے لیکن ان کے احوال و اشغال اور اعمال و کردار میں اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا تھا فرمایا:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ (الحجرات آیت ۱۵)

دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے۔ تُو (ان سے کہہ دے) تم حقیقی ایمان نہیں لائے ہاں یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں رچا نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ حقیقی ایمان انسان کو اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ حمیدہ سے متصف کر دکھاتا ہے اور یہ اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ حمیدہ اس کی کایا پلٹ کر رکھ دیتے ہیں اور وہ ایک نیا انسان نظر آنے لگتا ہے۔ منجملہ دیگر اوصاف کے جو ایمان لانے کے نتیجہ میں انسان میں پیدا ہوتے ہیں ایک ہمت و شجاعت بھی ہے۔ اس وصف کی بدولت اس کے اندر خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی راہ میں مشکلات و مصائب کو کمال صبر و استقلال سے برداشت کرنے کی زبردست قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان مشکلات و مصائب اور مظالم کو برداشت کرنا ایک دنیا دار انسان کے بس میں نہیں ہوتا وہ ان کے آگے سپر ڈال دیتا ہے اور ان مشکلات و مصائب سے بچنے کے لئے ہر قسم کی ذلت اور بے غیرتی کو گلے لگا لیتا ہے۔ لیکن ایسا شخص جو حقیقی ایمان کی دولت سے مالا مال ہو۔ خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی راہ میں پیش آنے والے نامساعد حالات سے کبھی سمجھوتہ نہیں کرتا بلکہ وہ مصائب کو برداشت کرنے میں کمال درجہ صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ ہر سختی اور مصیبت کو جھیل جاتا ہے لیکن اپنی غیرتِ ایمانی پر آنچ نہیں آنے دیتا۔ سختیاں جھیلنے میں اس کی یہ دلیری اسے دوسروں سے ممتاز کر دکھاتی ہے اور اس طرح اس کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کرنے کا موجب بنتی ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آنے والے مصائب پر صبر و استقامت اور جرأت و دلیری کا مظاہرہ کسی کے صاحب ایمان ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ایمان کے دعویداروں کو ابتلاؤں اور آزمائشوں میں ضرور ڈالتا ہے۔ اس کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک تو حقیقی طور پر ایمان لانے والوں اور برائے نام ایمان لانے والوں میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ ابتلاء حقیقی مومنوں کو ایمان میں اور بھی زیادہ پختہ کر دیتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو خبردار فرمایا:۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (العنکبوت آیات ۳، ۴)

کیا (اس زمانہ کے) لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں (کافی ہوگا) اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا حالانکہ جو (لوگ) ان سے پہلے گزر چکے ہیں انہیں ہم نے آزمایا تھا (اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا)۔ سو اللہ ظاہر کر دے گا ان کو بھی جنہوں نے سچ بولا اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔

الغرض حقیقی ایمان انسان میں زبردست جرأت اور دلیری پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی راہ میں مشکلات و مصائب کو کمال درجہ صبر سے برداشت کرنا اور اس طرح پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط استقلال اور ثباتِ قدم کا مظاہرہ کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ایمانی قوت اور اس کی کرشمہ سازی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا، مصائب و مشکلات کے جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک ہی سے ہوتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے تو وہ کونسی بات تھی کہ جس نے باور کرایا کہ اس طرح پر ایک بے کس ناتواں انسان کے ساتھ ہو جانے سے ہم کو کوئی ثواب ملے گا۔ ظاہری آنکھ تو اس کے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوموں کو اپنا دشمن بنا لیا ہے جس کا نتیجہ صریح یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصائب و مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑے گا اور وہ چکنا چور کر ڈالے گا اور اسی طرح پر ہم ضائع ہو جائیں گے۔ مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی جس نے ان مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا اور اس راہ میں مر جانا ان کی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا۔ اس آنکھ نے وہ کچھ دیکھا جو ان ظاہر بین آنکھوں کے نظارہ سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دور تھا۔ وہ ایمانی آنکھ تھی اور ایمانی قوت تھی جو ان ساری تکلیفوں اور دکھوں کو ہیچ دکھاتی تھی۔ آخر ایمان ہی غالب آیا اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جس پر ہنستے تھے جس کو ناتواں اور بے کس کہتے تھے اس نے اس ایمان کے ذریعہ ان کو کہاں پہنچا دیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا پھر ایسا آشکار ہوا کہ اس کو دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲)

قطعہ

حق تعالیٰ کے نیک بندے

چھیل ڈالا دل و دماغ و جگر
اُن کے ظلم و ستم کے رندوں نے
صبر اور شکر پر قناعت کی
حق تعالیٰ کے نیک بندوں نے

(قیس مینائی نجیب آبادی ۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باہمی محبت و اخوت اور اسکی بنیادی اہمیت

حضرت اقدس مسیح موعود کی بعض درد بھری نصائح

"میری یہ باتیں اس لیے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ کچھ معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ (حضرت اقدس)

جماعت کی سرسبزی آپس میں سچی ہمدردی سے وابستہ ہے

"ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں جسے پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ اس کے لیے دعا کرے، محبت کرے، اور اُسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینے میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے اور ہمدردی نہ کی جائے اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض، بعض کی ہمدردی کر کے پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔ اسی طرح پر بھائی بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے اور کبھی نہیں چاہتا کہ اس کے لیے اشتہار دے۔ پھر جب خدا تعالیٰ بھائی بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟ یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ .....

مگر یہ دن جو ابتلاء کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔ دیکھو ایک دوسروں کا شکوہ کرنا، دلآزاری کرنا اور سخت زبانی کر کے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔

اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر، غریب، بچے، جوان بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں، ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں، گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے۔ اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۴۸ تا صفحہ ۳۴۹)

ایک دوسرے کیساتھ عزت سے پیش آؤ

"اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۶۶ تا صفحہ ۴۶۷)

وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو

"جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لیے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو، اتحاد نہ ہو، تو پھر بے نصیب رہو گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دعا کرو، اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو .....

یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اُس کا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانے والا ہوں۔ اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیئے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازی گر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے، دوسرا اس پر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اس جگہ پر کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جائے مرض دفع نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہو گی۔ باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔

میں نے بتلایا ہے کہ میں عنقریب ایک کتاب لکھوں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ میں کسی کے سبب سے اپنے اُوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو۔ وہ خشک ٹہنی ہے اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے؟ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ پانی اس کو سرسبز نہیں کر سکتا بلکہ وہ شاخ دوسری شاخ کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔"

(بحوالہ ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۸، ۴۹)

نجات کن کیلئے تیار کی گئی ہے

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لیے فرشِ زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اُس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لیے جہاں تک میرے بس میں ہے۔ آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔ اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لیے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی

ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم، یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ اُس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں، یا بد دیانتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو، جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر جھک کر بات کرنا مقبولِ الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں، اور غصے کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں۔ بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اُس کو نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا۔ اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی اُمید سے لوگوں کو جلسے کے لیے اکٹھا کروں ..... میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جن کے دل میرے ساتھ نہیں، جو اس کو نہیں پہچانتے جس کو میں نے پہچانا ہے، اور نہ اس کی عظمتیں اپنے دلوں میں بٹھاتے ہیں، اور نہ ٹھٹھوں اور بے راہیوں کے وقت خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور کبھی نہیں سوچتے کہ ہم ایک زہر کھا رہے ہیں جس کا بالضرور نتیجہ موت ہے۔ درحقیقت وہ ایسے ہیں جن کو شیطانی راہیں چھوڑنا منظور ہی نہیں۔

یاد رہے کہ جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ سے نہیں اور اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور جو میرے مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنا مذہب پسندیدہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے ایسا دُور ہے جیسا کہ مغرب مشرق سے۔ وہ خطا پر ہے کہ سمجھتا ہے کہ میں اس کے ساتھ ہوں .....

..... میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں رہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے .....

پس اے نادانو! خوب سمجھو، اے غافلو! خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمالی کے کسی طرح رہائی نہیں ..... اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے اور رسولِ کریمؐ کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے، اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے، بلکہ غریبوں کو ستانے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں، اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں سے تعظیم سے پیش آتے ہیں، اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے ربِّ کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لیے نجات تیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کے دوزخ سے اس جہان میں باہر نہیں وہ اُس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔ میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کے زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔ مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔"

(اشتہار التوائے جلسہ، ۲ دسمبر ۱۸۹۳ء مندرجہ شہادت القرآن)

حضور کی دردمندانہ دعا

"میں دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دمِ زندگی ہے کیے جاؤں گا۔ اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے، اور باہم سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔

ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جس کے لیے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا! میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا۔ جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔ اب میری یہ حالت ہے کہ بیعت کرنے والے سے میں ایسا ڈرتا ہوں جیسا کہ کوئی شیر سے۔ اسی وجہ سے میں نہیں چاہتا کہ کوئی دنیا کا کیڑا میرے ساتھ پیوند کرے۔"

(اشتہار التوائے جلسہ ۲ دسمبر ۱۸۹۳ء)

روغن دار فصل: رایا ایل ۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر سال ملک اپنی ضروریات کے لئے خوردنی تیل پر آمد کرتا ہے۔ اور کثیر زرِ مبادلہ صرف ہوتا ہے۔ لہٰذا بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے روغن دار اجناس کی پیداوار میں اضافہ ازبس ضروری ہے۔ رایا ایل ۱۸ ایک اہم قسم ہے۔ جو بہتر پیداوار دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لئے زمیندار اور کاشتکار احباب کا فرض ہے کہ اس کی کاشت سے زیادہ سے زیادہ پیداوار فی ایکڑ حاصل کرنے کی سعی فرمائیں تا قیمتی زرِ مبادلہ کی بچت ہو سکے۔ اس سلسلہ میں چند امور درج کئے جاتے ہیں تا احباب کی راہنمائی ہو سکے۔

(ا) تیاری زمین:

میرا زمین بہتر رہتی ہے۔ ملتان۔ بہاولپور ڈویژن میں اچھی پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ زمین کو اچھی طرح ہل چلا کر نرم کر لیا جائے۔ اگر گوبر کی کھاد میسر ہو تو دس گڈے فی ایکڑ ڈالیں۔

(ب) کھاد:

اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے ۳۰ کلوگرام نائٹروجن۔ ۲۳ کلوگرام فاسفورس فی ایکڑ استعمال کی جائے۔ اگر زمین ریتلی ہو تو ۳۰ کلوگرام پوٹاش بھی استعمال کریں۔ پوٹاش۔ فاسفورس کی کل مقدار اور نائٹروجن کی نصف مقدار بوقت کاشت ڈالیں۔ بقایا نصف پھول آنے کے وقت دیں۔

(ج) وقت کاشت و شرح تخم:

ماہ اکتوبر سے ماہ نومبر کے پہلے ہفتہ تک ۲ کلوگرام بیج فی ایکڑ استعمال کیا جائے۔ بیماریوں سے محفوظ کرنے کے لئے دوائی ایگروسن ایم بحساب ۲ گرام فی کلوگرام بیج استعمال کریں۔

(د) طریقہ کاشت:

بہتر پیداوار کے لئے ڈرل استعمال کی جائے۔

(س) جڑی بوٹیاں نکالی جائیں۔

(س) آبپاشی:

یہ فصل کو برداشت کرنے کے لئے دو پانی کی ضرورت ہے۔ پہلا پانی گندل نکلنے پر اور دوسرا پانی پھلیاں بننے کے وقت پر

(ص) تیلے سے محفوظ کرنے کے لئے دوائی میٹاسسٹاکس یا ڈائی میکران سپرے کریں مناسب ہوگا کہ عملہ محکمہ زراعت مقامی سے مشورہ کر لیا جائے۔

مزید معلومات کے لئے عملہ محکمہ زراعت یا نظارت زراعت سے رابطہ قائم کریں۔

اللہ تبارک تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

مرسلہ

(نظارت زراعت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان کو ہلاکت تک پہنچانے والی بیماری

تکبّر

(مکرم عبد الحق صاحب جہلم)

"تکبّر کی اقسام اور اثرات"

تکبر عربی زبان کا لفظ ہے اس کے لغوی مفہوم میں بڑائی چاہنا اپنے آپ کو بلند کرنا اور بلند سمجھنا نیز دوسروں کو حقیر سمجھنا پایا جاتا ہے۔

متکبر خدا کی صفت ہے اور ذاتی و صفاتی عظمت و بڑائی اور کبریائی صرف ذاتِ خداوندی کا خاصہ ہے۔ اس لیے متکبر کے لفظ کا صحیح مصداق صرف خالقِ کائنات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں عظمت و کبریائی کا مالک ہے اور کوئی انسان اپنی ذات میں کسی عظمت اور بلندی کا مالک نہیں بلکہ اس کی ساری بڑائی مستعار ہے اس لیے متکبر انسان خدا تعالیٰ کا گستاخ ہے۔ اور شیطان ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تکبر انسان کو شیطان بنا دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(البقرہ آیت: ۳۵)

ترجمہ۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو اس پر انہوں نے تو فرمانبرداری کی مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

تکبر کے نتیجہ میں انسانی معاشرہ حسن اور اعتدال فطرتی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اور اس کے احکامات سے روگردانی کر کے متکبر انسان ہر قسم کی خیر و برکت کھو دیتا ہے۔ تکبر کے نتیجہ میں انسان ایک نمائشی و مصنوعی گھمنڈ میں مبتلا ہو کر حقیقی صداقتوں کا انکار کر دیتا ہے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنے والے گروہ اور ان کے سردار متکبر انسان تھے اور تکبر میں مبتلا ہو کر باریک حقائق کو نہ سمجھ سکے اور نبیوں کے اشد مخالف ہو کر ان کے پروگراموں کو فیل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ قرآن کریم اس مضمون کو اس طرح بیان فرماتا ہے

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ (نوح آیت: ۸)

ترجمہ:۔ اور میں نے جب بھی ان کو تبلیغ کی تاکہ وہ مان لیں اور تو ان کو معاف کر دے۔ تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑے (اپنے سر کے گرد) لپیٹ لیے اور انکار پر اصرار کیا اور شدید تکبر سے کام لیا۔

پھر فرمایا:۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ

(القصص آیت: ۴۰)

ترجمہ:۔ اور اس نے بھی اور اس کے لشکروں نے بھی ملک میں بغیر کسی حق کے تکبر سے کام لیا اور خیال کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹا کر نہیں لائے جائیں گے۔

تکبر کے نتیجہ میں انسان اپنے نفسِ امارہ کا غلام بن جاتا ہے اور معاشرہ کے کمزور اور ضعیف افراد کو ناجائز رنگ میں تنگ کر کے ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتا ہے۔ تکبر کی نمایاں مثالیں فرعون اور ہامان اور ابوجہل کی شکلوں میں ہمیں نظر آتی ہیں جو آج انسانی نظروں میں سب سے زیادہ مکروہ اور گندے افعال کے مرتکب انسان شمار ہوتے ہیں۔ انہیں لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝ (العنکبوت آیت ۴۰)

ترجمہ:۔ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہم نے عذاب میں گرفتار کیا) اور موسیٰ ان کے پاس کھلے کھلے نشان لے کر آئے تھے پھر بھی (وہ نہ مانے بلکہ) انہوں نے ملک میں متکبرانہ رویہ اختیار کیا اور (ہمارے عذاب سے) بھاگ کر بچ نہ سکے۔

اور پھر تمام ایسے لوگوں کا جو خدا تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور ان سے تکبر کر کے اعراض کرتے ہیں وہ دوزخی ہیں وہ اس (دوزخ) میں ایک لمبا عرصہ پڑے رہیں گے۔

تکبر سے ہی جہالت پیدا ہوتی ہے اور ظلم و ستم کے نئے نئے ہتھکنڈے جنم لیتے ہیں اسی تکبر کے نتیجہ میں شیطان راندۂ درگاہِ الٰہی ہوا۔ غرضیکہ تکبر ایسی مکروہ صفت ہے جو انسانی معاشرہ کا ناسور ہے اس لیے قرآن کی فطرتی تعلیم نے تکبر کے بتوں کو پاش پاش کرنے اور انسان کے اندر عاجزی و انکساری پیدا کرنے پر بہت زور دیا ہے کیونکہ انکساری اور عاجزی انسانیت کا زیور ہے۔ اور شرف انسانیت پر مبنی معاشرہ جو راہِ اعتدال سکھاتا ہے اس کا یہ فرض ہے کہ تکبر کو ختم کر کے انسان کے اندر اخلاق حسنہ پیدا کرے۔ اس مضمون کو نہایت خوبصورت پیرائے میں بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لیے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمۂ عقل و علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر علم و عقل اور ہنر دے دے ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اُسے دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اَسْفَلَ السّٰفِلِیْن میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جسے وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کرے ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال یا قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے۔ وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کر سے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدتِ دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ہی وہ شخص جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دُعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور خداتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سُننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے۔ اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سُنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو، تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں انسان کسی سے ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔

(نزول المسیح صفحہ ۲۴-۲۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

"تکبر ایسی بلا ہے کہ انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی یاد رکھو تکبر شیطان سے آتا ہے اور تکبر کرنے والے کو شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس راہ سے قطعاً دُور نہ ہو قبولِ حق و فیضان الوہیت ہرگز نہیں پا سکتا۔ کیونکہ یہ تکبر اس کی راہ میں روک ہو جاتا ہے پس کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ تکبر زیادہ تر انہی باتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک انسان اپنے آپ کو ان گھمنڈوں سے پاک و صاف نہ کرے اس وقت تک وہ اللہ جل شانہٗ کے نزدیک پسندیدہ و برگزیدہ نہیں ہو سکتا اور وہ معرفتِ الٰہی جو جذباتِ نفسانی کے مواد و رویہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ گھمنڈ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند

(باقی صفحہ ۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

...جو واقعی "نشان" تھا

مکرم محمد الیاس نظیر مانگے صاحب کی طرف سے

"میں اینان ہی کچا ہوندا نے ایدھر منہ ہی کیوں کردا" کہ میں اتنا کمزور ہوتا تو اس طرف منہ ہی کیوں کرتا۔ یہ تھا ایک مخلص اور درویش احمدی کا جواب جو وہ گاؤں کے لوگوں کے استہزاء اور ہنسی ٹھٹھے کے جواب میں دیا کرتا تھا۔ جو ۲۲، ۲۳ سال کی عمر میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ اور ۷۵ سال کی عمر میں ۲۰ ستمبر بروز جمعرات ۱۹۸۴ء دن کے ایک بجے دنیا سے اُٹھ گیا۔ اور یوں ہم ایک مخلص، ہنس مکھ ایثار پیشہ احمدی بزرگ محترم بابا نشان علی صاحب کی دعاؤں سے محروم ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط۔

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے۔

مرحوم کہا کرتے تھے کہ "میرے پاس دنیا کا کوئی مال و دولت نہیں مگر مجھے جو اطمینان اور سکون حاصل ہے یہ سب احمدیت کی برکت سے ہے"۔

اور اس طرح مرحوم نے جو عہد بیعت جوانی میں باندھا تھا مرتے دم تک خوب خوب اس کا حق ادا کیا۔

قبول احمدیت کے بعد مرحوم کی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ وہ نشان علی جو سال بھر میں صرف دو نمازیں عیدین پڑھا کرتا تھا یا رمضان میں ایک دو جمعے، وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہو گیا۔ دس بارہ سال سے رمضان گرمیوں میں آ رہا ہے۔ مگر مرحوم باوجود بڑھاپے اور کمزوری کے ضرور روزہ رکھتے۔ دیہاتوں میں رواج ہے کہ لوگ نماز مغرب کے وقت روزہ داروں کے روزہ افطار کرانے کے لئے اچھے اچھے کھانے بھیجتے ہیں جو عموماً روزہ دار ہی استعمال کرتے ہیں۔ ہم مذاقاً کہا کرتے کہ بابا نشان تو صرف ان کھانوں کے لئے روزہ رکھتے ہیں ورنہ ایسے بڑھاپے اور کمزوری میں ان پر تو روزہ فرض ہی نہیں۔ جواب میں کہتے یہ بھی اللہ کا فضل ہے جو میں مزیدار کھانے تو حاصل کر لیتا ہوں۔ تمہیں یہ بھی نصیب نہیں۔

خدام و اطفال کے اجلاسات میں ضرور شامل ہوتے۔ ایک اجلاس میں مکرم ماسٹر نصیر احمد صاحب نے خدام و اطفال کو نماز میں باقاعدگی کی تلقین کی۔ اجلاس کے بعد ایک خادم نے مرحوم سے پوچھا (جس میں مذاق کا رنگ پایا جاتا تھا) کہ باباجی آپ کب سے نماز پڑھتے ہیں کہنے لگے جب سے احمدی ہوا ہوں۔ پھر درد بھرے لہجے میں فرمایا کہ اب تو تم میں سے کئی نماز میں سستی کرتے ہیں لیکن جب میں احمدی ہوا تھا اس وقت تو احمدیوں کی پہچان نمازیں ہی ہوا کرتی تھیں۔ کہا کرتے تھے کہ جو لطف باجماعت نماز میں ہے وہ اکیلے نماز پڑھنے میں کہاں۔

مرحوم کے آباؤ اجداد نہ معلوم کب سے اُپلے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلاتے تو گاؤں کے لوگ وہ آگ حقے کے لئے استعمال کرتے اور سردیوں میں سینکتے فصل پکنے پر ہر زمیندار ۱۰، ۱۵ سیر گندم یا دھان دے جاتا جس سے وہ گذر اوقات کرتے تھے مگر مرحوم بابا نشان علی صاحب قبول احمدیت کے بعد یہ پیشہ ترک کر کے باعزت روزگار کی خاطر محکمہ انہار میں بطور بیلدار ملازم ہو گئے۔

۱۹۴۰ء میں محکمہ انہار سے فارغ کر دیئے گئے۔ ہر کسی کے کام آتے بلکہ بلا معاوضہ بعض دوستوں کے مویشیوں کے لئے کئی کئی ماہ تک چارہ کا بندوبست کرتے رہے۔

ملازمین تو الگ رہے خود مالکان بھی کب اتنی نگرانی کرتے ہوں گے جتنی مرحوم کرتے تھے لیکن راقم کے ساتھ تو انہیں ایک خاص اُنس تھا۔ مرحوم سے شناسائی تو بچپن سے تھی مگر جب خاکسار میٹرک کے بعد زمیندارہ سے منسلک ہوا اور ان سے جو تعلق خاص استوار ہوا تو وہ بڑھتا ہی گیا ــــ درمیانے قد اور دبلے پتلے جسم کے بابا نشان علی سستی اور کاہلی سے قطعاً ناواقف تھے۔ محنت کے عادی تھے اور ہر وقت اپنے آپ کو مصروف رکھتے۔ عاجز جب بھی پیغام بھیجتا یا ہمارا کوئی آدمی یونہی کہہ آتا تو مرحوم فوراً ڈیرہ پر پہنچ جاتے۔ ہم نے کبھی بھی ان کی زبان سے نہیں سنا کہ آج مجھے ضروری کام تھا بلکہ بعض اوقات ہم گھر گئے ہوتے تو باباجی چارہ کاٹ کر فارغ بیٹھے ہوتے۔ ہمارا ملازم کہتا۔ باباجی آؤ چارہ کاٹ لیں تو کہتے جا کر اٹھا لاؤ میں یہ کام کر چکا ہوں۔ تھریشر لگا ہوتا تو خود بخود چلے آتے۔ چونکہ کمزوری کی وجہ سے بھریاں نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اور نہ تھریشر میں ڈال سکتے تھے اس لئے دانے ہٹانے کا کام کسی کو ساتھ ملا کر اپنے ذمہ لے لیتے۔ ہم بار بار کہتے باباجی ذرا آرام کر لیں کافی آدمی ہیں تو یہی کہتے انہیں کسی اور کام پہ لگا دو۔ چنانچہ پہروں کام کرتے رہتے جب بہت زیادہ تھک جاتے تو بھی چند منٹ سے زیادہ آرام نہ کرتے۔

ایک دفعہ بیمار تھے میں نے کچھ پیسے نکال کر کہا باباجی ہسپتال سے جا کر دوائی لے آئیں۔ سختی سے کہنے لگے یہ "لینے والا پیشہ" میں کبھی کا ترک کر چکا ہوں۔ تمہاری بڑی مہربانی۔

مارچ ۱۹۸۲ء کی ایک نماز عصر کا ذکر ہے کہ بہت سے احباب "البیت الاحمدیہ" میں موجود تھے۔ اس وقت کے مربی حلقہ جماعت کے ہر فرد کی دینی حالت سے متعلق کوائف لکھ رہے تھے مرحوم کی باری آنے پر مربی صاحب نے پوچھا کیوں جی بابا نشان علی صاحب کو نماز با ترجمہ آتی ہے ہم میں سے کسی کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ باباجی کو بھی نماز کا ترجمہ آتا ہوگا۔ اس لئے ہم نے جھٹ کہہ دیا نہیں۔ کیونکہ پہلے بھی کئی دفعہ مرحوم کا نام ترجمہ نہ جاننے والوں میں لکھوایا جا چکا تھا۔ سن کر کہنے لگے کہ جی آتی ہے۔ چنانچہ جہاں سے بھی ترجمہ سنا گیا فر فر سنا دیا۔

بڑے ہنس مکھ اور لطیفہ گو تھے اپنے ساتھ بیتے ہوئے واقعات و لطائف کو بیان کرنے کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ کہ سننے والا لوٹ پوٹ ہو جاتا۔ بہت سے لوگ اصرار کر کے یہ لطائف سنا کرتے۔

گذشتہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کی بات ہے کہ ہم نے جلسہ پر جانے کے لئے ویگن کروائی جو بمشکل اٹھارہ سواریوں کے لئے کافی تھی۔ مگر ہم سولہ سواریوں کے ساتھ دس بارہ بچے بھی تھے۔ پھر آٹھ دس ٹرنک اور اتنے ہی بستر۔ گویا ویگن میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ سانس تک لینا مشکل ہو رہا تھا۔ مرحوم بابا صاحب بھی ساتھ تھے۔ ڈرائیور (جو کہ ہماری جماعت کے ہی ایک مخلص احمدی ہیں) سے کہنے لگے کہ آپ نے تو ہمیں مرغیوں کی طرح سمجھ لیا ہے۔ جو اس طرح ویگن بھری ہے۔ پھر کہنے لگے خیر کوئی بات نہیں۔ سوہنے (مراد خلیفۃ المسیح) کول جانا اے۔ آؤ بچو میرے ساتھ مل کر دعائیں پڑھو تاکہ جگہ کی تنگی کی طرف ہمارا دھیان ہی نہ جائے۔ چنانچہ پھر ربوہ تک متواتر ۴½ ۵ گھنٹے بچوں کو ساتھ ملا کر بلند آواز سے دعاؤں کا ورد کرتے رہے۔

امام جماعت سے محبت:

الٰہی جماعتوں کی ایک بڑی پہچان یہ ہوتی ہے کہ ان کا ایک ادب الاحترام امام ہوتا ہے جو اپنے پیاروں کے لئے مجسم شفقت و پیار اور محبت ہوتا ہے اور ان کو دکھ اور تکلیف میں دیکھ کر سخت بے چین ہو جاتا ہے اور ہر آن خدا سے ان کے لئے بھلائی اور خیر خواہی چاہتا ہے اور اس کے متبعین اپنے آقا کی خاطر ہر دم اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور جان کی بازی لگا دینے میں بھی پس و پیش نہیں کرتے اور اپنے محبوب کو تکلیف میں پا کر تڑپ اٹھتے ہیں، یہ شرف صرف آج جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے۔ جس کا عاجز نے ایک شاندار نمونہ ۹ جون ۱۹۸۲ء کو دیکھا ہم نے گندم گاہنے کے لئے تھریشر لگایا ہوا تھا جو صبح آٹھ نو بجے کے درمیان چند منٹ کے لئے کسی خرابی کی بناء پر بند تھا کہ اس دوران "البیت الاحمدیہ" پر نصب شدہ لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا کہ امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہو گیا ہے کافی آدمی موجود تھے کہ انہی لمحوں میں صبح کا کھانا پہنچ گیا۔ تمام دوست کھانے پر جمع ہو گئے مگر باباجی نظر نہیں آ رہے تھے۔ میں ان کی تلاش میں کمرے میں گیا کہ شاید رات بھر جاگنے کی وجہ سے اندر سوئے ہوئے ہوں جب اندر داخل ہوا اور کمرے کی مغربی دیوار میں لگی ہوئی کھڑکی سے جو کھلی ہوئی تھی نظر باہر گئی۔ تو دیکھا کہ باباجی گھٹنوں میں سر دیئے زار زار رو رہے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے دل کڑا کر کے دریافت کیا۔ باباجی کیا بات ہے فرمایا۔

"پتر اعلان نہیں سنیا۔ حضرت صاحب.....

ابھی فقرہ مکمل نہ کر پائے تھے کہ ضبط غم کی وجہ سے پھر چیخ نکل گئی۔

مرحوم عاشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے درود و سلام پڑھتے۔ حضرت مسیح موعود سے بھی والہانہ محبت و عقیدت تھی اور احمدیت کے فدائی تھے۔ لازمی چندہ جات کے علاوہ بھی باوجود غریبی کے دیگر تحریکات میں بھی حسب استطاعت حصہ لیتے خدام یا اطفال جب بھی وقار عمل کرتے ضرور شامل ہوتے اور بڑھ چڑھ کر کام کرتے۔

غرض میں مرحوم کی کس کس خوبی کا ذکر کروں۔ جس طرح مرحوم کا نام نشان تھا۔ اسی طرح مرحوم واقعی "نشان" تھا۔

احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص سے نوازے۔ مرحوم نے اپنی یادگار ایک لڑکا دو لڑکیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور بابا ان کی نیکیوں کو ان میں جاری رکھے۔ آمین۔

(بقیہ صفحہ ۵)

نہیں کرتا۔ (تقریریں ص۱۹)

حضرت اقدس ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کے بہت سے جن ہیں اور جب یہ نکلنے لگتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔

بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے اس لیے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیئے بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے۔ دولتمند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے۔ اور یہ چھوٹی ذات کا ہے ..... بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے ایک شخص غلط لفظ بولتا ہے۔ تو یہ جھٹ اس کا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اس کو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچانے سے روک دیتی ہیں ان سب سے بچنا چاہیئے۔ مگر ان سب سے بچنا ایک موت کو چاہتا ہے جب تک انسان اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا تعالیٰ کی برکت اس پر نازل نہیں ہو سکتی اور نہ خدا تعالیٰ اس کا متکفل ہو سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد ششم ص۴۰۲ و ۴۰۳)

پتہ درکار ہے

نذیر بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری فیض احمد صاحب وصیت ۱۱۶۳۱ سابق سکونت منڈی مرید کے ضلع شیخوپورہ۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

دعائے نعم البدل

مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ایک بیٹے سے نوازا تھا۔ جو کہ آدھ پون گھنٹے بعد قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق بخشتے ہوئے نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین!

(نسیم احمد شمس۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ وکالت تبشیر ربوہ)

درخواست ہائے دعا

○۔ مکرم و محترم میاں عطاء اللہ صاحب احمدی آف دارالرحمت غربی آٹھ یوم سے بعارضہ بخار و کھانسی بیمار ہیں۔

(آغا سیف اللہ منیجر الفضل ربوہ)

○۔ خاکسار کی ہمشیرہ نسیم مسعود صاحبہ دارالصدر غربی عرصہ سے بیمار ہیں۔ علاج کی غرض سے لاہور میں مقیم ہیں۔ آنکھوں میں موتیا اتر آیا تھا۔ ڈاکٹری معائنہ کے بعد بلڈ شوگر کا علم ہوا جس کے باعث کمزوری بہت بڑھ گئی تھی۔ پانچ ماہ سے شوگر کا علاج ہو رہا تھا۔ ۱۰ اکتوبر کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنکھوں کا آپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔

(اعجاز احمد۔ پی آئی بی کالونی کراچی)

○۔ خاکسار ان دنوں ٹی بی۔ شوگر اور بعارضہ قلب شدید بیمار ہے اور سالمی سینی ٹوریم میں زیر علاج ہے۔

(میاں محمد یوسف۔ مری)

○۔ میری بیٹی عزیزہ شگفتہ انجم ہفتہ عشرہ سے شدید بیمار ہے کمزور بہت ہو گئی ہے۔

(ممتاز بیگم اہلیہ محمد انور۔ منڈرہ)

○۔ مکرم فتح محمد خان صاحب دارالنصر غربی کی بیٹی عزیزہ عابدہ بشریٰ اہلیہ میر عبدالباسط صاحب مربی سلسلہ بیمار ہیں۔ اور ان دنوں ضروری ٹیسٹوں کے بعد لاہور میں زیر علاج ہیں۔ بظاہر بہت فکرمندی ہے۔

نیز ان کی اہلیہ محترمہ بھی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ (خورشید بخاری۔ الفضل ربوہ)

○۔ میرے ایک عزیز کا بیٹا عزیزم نعیم احمد ولد محمد اسلم تقریباً چار ماہ سے گھر سے لاپتہ ہو گیا ہے تاحال عزیز کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

(اصغر علی نیوز ایجنٹ الفضل فیصل آباد)

○۔ میرا بیٹا عزیزم نعیم احمد شاہد بیرون ملک مقیم ہے۔ امۃ الودود صفیہ اہلیہ مہر نیاز احمد اعظم

احباب ان سب کے لئے دعا کریں!

حقوق اللہ اور حقوق العباد

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ اور دوسرے حق العباد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر، خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں ..... میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہے تو دوسرا توجہ نہیں کرتا۔ اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تاکہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔ لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے کہ جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلہ پر بھی ہوں" (ملفوظات جلد ہفتم ص۲۷۹، ۲۸۰) (نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارات و رسائل کے ضرورت مند متوجہ ہوں

مکرم سلیم اللہ صاحب صوبیدار میجر پنشنر نزد آئی بی سیکنڈ نوشہرہ چھاؤنی کے پاس "الفضل" "الفرقان" "انصار اللہ" "خالد" اور "لاہور" کے پرچے پڑے ہیں جس احمدیہ لائبریری یا احمدی کو ضرورت ہو وہ پتہ بالا سے حاصل کر لیں۔

(سید احمد علی نائب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ)

ڈاک کے ناقص لفافوں کے استعمال میں احتیاط کی ضرورت

آج کل ڈاک کے لفافے عموماً ناقص بن رہے ہیں۔ گوند یا تو بالکل نہیں لگی ہوتی یا ضرورت سے زیادہ جگہ پر لگی ہوتی ہے۔ اندریں صورت یا تو لفافہ کھلا ہوا ملتا ہے اور یا کوئی اس طرح جڑا ہوا ہوتا ہے کہ کھولتے وقت اندر کی چٹھی کا کچھ حصہ بھی ضائع ہو جاتا ہے اس لئے مرکز سے خط و کتابت کرنے والے دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ لفافہ بند کرنے سے پہلے اس کا اچھی طرح جائزہ لے لیا کریں اگر گوند کم ہو تو مناسب گوند مزید لگا لیا کریں تاکہ راستہ میں لفافہ خود بخود کھل نہ جائے۔ نیز لفافہ بند کرتے وقت ایک سادہ کاغذ کا ٹکڑا گوند کے مقام کے نیچے رکھ لیا جائے۔ تاکہ اصل چٹھی محفوظ رہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

ولادت

● - خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو ۲۶ ستمبر ۱۹۸۴ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا نومولود مکرم شیخ عزیز احمد صاحب کا پوتا اور مکرم دین محمد صاحب کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے اور درازی عمر عطا فرمائے اور بچے کو والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین!

(خورشید احمد ولد شیخ عزیز احمد داؤد ٹریڈرز فیصل آباد)

● - محترم ملک لال خان صاحب سیکرٹری مال کوئٹہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے چار بیٹیوں کے بعد فرزند عطا فرمایا ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ نومولود کی درازی عمر نیک خادم دین ہونے کے لیے دعا کریں۔ (حافظ محمد ابراہیم صاحب شاہد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کی راہ میں آنے والی مشکلات ترقی کا پیش خیمہ ہوتی ہیں

ابتلاء کے نتیجہ میں مومن کا خدا تعالیٰ پر یقینی ترقی کرنا اور خدا پر اُس کا حسنِ ظن بڑھ جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ سورۃ العنکبوت کی آیت ۱۲ کی تفسیر میں ابتلاء اور عذاب میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:—

"جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ" سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلاء اور عذاب میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ مگر لوگ اپنی نادانی سے اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھتے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو وہ اپنی تباہی کا موجب سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کی ترقی کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔ ابتلاء اور عذاب میں فرق یہ ہے کہ:—

(۱) عذاب کا نتیجہ ہلاکت اور تباہی ہوتی ہے مگر ابتلاء کا نتیجہ یہ نہیں ہوتا۔ تکلیفیں تو دونوں طرح ہی آتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی دیکھ لو۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپؐ دشمن کے نرغے میں اکیلے پھنس گئے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بچا لیا مگر ابوجہل ایک ہی دفعہ فوجوں سمیت پکڑا گیا اور ہلاک ہوگیا۔

(۲) عذاب کے نتیجہ میں نقصان کی زیادتی ہوتی ہے اور ابتلاء میں نفع کی زیادتی ہوتی ہے۔ ابتلاء کی مثال تو ایسی ہوتی ہے جیسے ربڑ کے گیند کو جتنے زور سے پھینکا جائے وہ اتنا ہی اچھلتا ہے مگر عذاب میں گر کر انسان اوپر نہیں اُٹھ سکتا۔

(۳) عذاب جس انسان پر نازل کیا جاتا ہے اس کے دل میں مایوسی اور گھبراہٹ ہوتی ہے مگر جس پر ابتلاء نازل ہوتا ہے اس کے دل میں اطمینان اور تسلی ہوتی ہے جب عذاب نازل ہوتا ہے تو مغضوب کہتا ہے۔ ہائے میں ہلاک ہوگیا یا اگر وہ اس سے گھبراتا نہیں تو اس کے دل میں کبر اور خود پسندی کے جذبات جوش مارنے لگتے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ مجھے کون ہلاک کر سکتا ہے؟ لیکن جب ابتلاء آتا ہے تو انسان کہتا ہے کہ کوئی پرواہ نہیں۔ میں کمزور اور بے کس ہوں لیکن میرا بچانے والا طاقتور ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ پر یقین میں اور بھی ترقی کر جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر اس کی حسن ظنی بہت بڑھ جاتی ہے۔

(۴) عذاب کے دور کرنے کی انسان جب کوشش کرتا ہے تو ٹھوکریں کھاتا ہے مگر جس پر ابتلاء آتا ہے اس کا فہم رسا ہو جاتا ہے اور وہ بات کو خوب سمجھنے لگ جاتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھ لو۔ کفار آپؐ کا کھوج لگاتے لگاتے غارِ ثور تک پہنچ گئے اور وہاں جا کر کھوجی نے کہہ دیا کہ یا تو وہ آسمان پر چلا گیا ہے اور یا یہیں ہے۔ ان میں کھوجی کی بات کا بڑا لحاظ کیا جاتا تھا اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اس وقت سخت خطرہ میں تھی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرا بھی گھبراہٹ نہ ہوئی بلکہ آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی تسلی دینی شروع کر دی اور فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ آپؐ سوئے ہوئے تھے کہ ایک کافر نے آپؐ کی تلوار اٹھالی اور آپؐ کو قتل کرنا چاہا۔ لیکن آپؐ ذرا بھی نہ گھبرائے اور اس کے اس سوال پر کہ اب آپؐ کو کون بچا سکتا ہے آپؐ نے نہایت تسلی سے جواب دیا کہ "اللہ" اس غیر معمولی حالتِ اطمینان کو دیکھ کر اس کافر پر اس قدر دہشت طاری ہوئی کہ اس کے ہاتھ سے "تلوار گر پڑی"

(تفسیر کبیر جلد ۵ جز ۳ صفحہ ۲۸۶-۲۸۷)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

نتائج سالانہ مقابلہ مضمون نویسی بعنوان

سیرت حضرت طلحہؓ

مندرجہ ذیل اطفال و ناصرات نے اس مقابلے میں پہلی دس پوزیشنیں حاصل کی ہیں قارئین سے التماس ہے کہ ان کے لیے دعا کریں کہ اللہ ان کی قوتِ قلم کو مزید اجاگر کرے۔ آمین

اوّل	عزیزم انور احمد	عزیز آباد کراچی
دوم	عزیزہ نعیمہ پروین	دارالفضل ربوہ
سوم	سید عبد القدوس	دارالعلوم شرقی ربوہ
چہارم	عزیزہ عالیہ ملک	دارالصدر شرقی ربوہ
پنجم	عزیزم محمود احمد شاہد	عزیز آباد کراچی
ششم	" مظفر الاسلام	دارالصدر غربی ربوہ
ہفتم	" بشیر احمد جاوید	دارالعلوم شرقی ربوہ
ہشتم	عزیزہ امۃ الودود بدر	دارالصدر غربی ربوہ
نہم	" سمیرہ حبیب	اورنگی ٹاؤن کراچی
دہم	عزیزم محمود ارشد	دارالذکر فیصل آباد

(سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

مسابقت الی الخیرات کا ایک حسین منظر

ذیل میں گزشتہ دو سالوں پر مشتمل تقابلی وصولی چندہ تحریک جدید ظاہر کیا گیا ہے ترقی کے اعتبار سے دفتر سوم جو لجنہ کے سپرد ہے دیگر دفاتر پر سبقت لے گیا ہے یعنی ۸۵ فیصد ترقی ہے۔ نئے سال میں حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسابقت الی الخیرات کا اس سے بھی زیادہ حسین منظر پیش کرنے کی سعی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

نمبر دفتر	سال ۱۷/۳۸/۴۸	سال ۱۸/۳۹/۴۹	اضافہ فیصد بمقابلہ سال گزشتہ
دفتر اول	1,50,010	2,49,184	6.6 فی صد
دفتر دوم	13,50,046	16,22,722	" 20
دفتر سوم	5,50,069	10,17,682	" 85
بقایاجات	1,00,048	1,23,398	" 23
میزان	21,50,174	30,12,986	" 40

(وکیل المال اول تحریک جدید)

ضروری اطلاع

اقصیٰ چوک ربوہ میں حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) پر حکیم محمود احمد صاحب باقاعدگی سے خدمت کیلئے حاضر ہوتے ہیں

زیر نگرانی

حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان

تبدیلی سائیکل

خاکسار کی سائیکل کسی اور صاحب کی سائیکل کے ساتھ تبدیل ہو گئی ہے وہ جس کی ہو مجھ سے حاصل کر لیں

(ندیم احمد ناصر آباد - مکان ۱۱۱ ربوہ)

داخلہ: الیکٹریشن ریفریجریشن (بینڈ) ایئر کنڈیشننگ

شروع ہے۔ مدت کورس ۶ ماہ اور داخلے کے لئے تعلیمی قابلیت کم از کم مڈل پاس ہے۔ امتحان بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لیتا ہے اور وہی سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ سفری سہولت کیلئے بس کارڈ بھی بنوا کر دیا جاتا ہے۔ کلاسز ۲۵ اکتوبر سے شروع ہوں گی۔ لیٹ داخلہ دو ہفتے تک رہیگا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ادارہ ہذا کے طلباء کورس کے دوران ہی کام کرنے کے قابل بن جاتے ہیں۔ اس سے ادارہ میں پریکٹیکل کروانے کے معیار کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ (فون 592)

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

(پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن سے تسلیم شدہ)